پیغام قرآن

136. یہ وہ لوگ ہیں جن کی جزا ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، اور (نیک) عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا صلہ ہےo (آل عمران)

ہفت روزہ اردو آوازِ نو دہرہ دون

AAWAZ-E-NAU(URDU.WEEKLY)

پیغام حدیث

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم میت پر نماز پڑھ لو تو اس کیلئے خلوصِ دل سے دعا کرو۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز، الفصل الثانی، الحدیث، ۱۶۷۴، ج ۱، ص ۳۱۹)

جلد 11 | شمارہ 38 | 13/رمضان المبارک 1442ھ مطابق 26.4.21 بروز پیر | صفحات 4 | قیمت: 2

PostalRegd.NO.UA/DO/DDN/704/2020-2022 | R.N.I.NO.UTTURD/2010/35667

دوگز دوری، ماسک ضروری، تو پھر ریلی اور کمبھ کا انعقاد کیوں!!

تحریر: جاوید اختر بھارتی

رمضان المبارک کا مہینہ آیا لوگوں کو پہلے سے کافی خوشی تھی دکاندار کے چہرے پر کچھ مسکراہٹ آئی تھی، مالوں کی خریداری کچھ شروع ہوئی تھی، خونچہ وخوانچہ ٹھیلا والے اپنی اپنی جگہ متعین کررہے تھے، پھل فروٹ کا آرڈر بک کرارہے تھے، اپنی اپنی دکانوں کو سجارہے تھے غرضیکہ حوصلے بلند تھے کہ رمضان المبارک کا مہینہ آیا ساگ سبزی، پھل سے لے کر سحری وافطار کے انتظامات کے لئے لوگ خریداری کریں گے تو چھوٹے بڑے اور امیر وغریب سب کا بھلا ہوگا یہی تو ایک ایسا مہینہ ہے کہ اس میں برکتیں اور رحمتیں بالکل صاف نظر آتی ہیں اور لوگوں کو بلا تفریق مذہب و ملت بھرپور فائدہ حاصل ہوتا ہے لیکن اچانک سناٹا چھا گیا، ساری امیدوں پر پانی پھر گیا، سارے ارمان خاک میں مل گئے، غریبوں اور مزدوروں کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے ایک سال پہلے کا سارا منظر نظروں میں گھومنے لگا یعنی ایک بار پھر کورونا وائرس نے رفتار پکڑا اور لوگوں کی ساری خوشیاں کافور ہوتی نظر آرہی ہیں ایک سال پہلے لاک ڈاؤن کی مار پڑی اور اب کہ بار تو موت کا سلسلہ تھم ہی نہیں رہا ہے آخر اس کورونا وائرس جیسی عالمی وبا کا ذمہ دار کون ہے، بداحتیاطی اور لاپرواہی کا ذمہ دار کون ہے اور موجودہ حالات میں مسلسل ہورہی اموات کا ذمہ دار کون ہے اس سوال کا جواب کون دے گا اب تو لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بھی آرہی ہے کہ پتہ نہیں بیماری ہے یا عذاب الٰہی ہے یا انٹرنیشنل لیبل پر کوئی گیم کھیلا جارہا ہے کہیں سپر پاور طاقتوں کے ذریعے دنیا کو بے دست و پا بنانے کی سازشیں تو نہیں کی جارہی ہیں؟ اس لئے کہ ماضی کے واقعات اور مشاہدات بتاتے ہیں کہ جب بھی کوئی وبا پھیلی ہے تو پہلے جانوروں پر اثرات دیکھے گئے ہیں اور موجودہ حالات میں جانوروں پر اس وبا کا کوئی اثر نہیں دکھتا دوسری طرف یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کورونا کی پیدائش چین میں ہوئی اور آج وہاں سے کوئی خبر موصول نہیں ہوتی لگتا ہے وہاں سے کورونا کا خاتمہ ہوگیا امریکہ ایسے تیور دیکھا رہا تھا کہ معلوم ہورہا تھا چین پر حملہ کرکے اینٹ سے اینٹ بجادے گا جبکہ چین کا رویہ تو بالکل ایسا ہی ثابت ہوا کہ اس کے وہاں ایک نطفہ ناتحقیق بچے کی ولادت ہوئی اور وہ اپنے ملک کی سرحدوں سے پھینک دیا اور وہ بچہ ایک سال کی عمر پا گیا اور ہندوستان سمیت دیگر ممالک میں گھٹنوں گھٹنوں۔ چل کر آفت مچائے ہوئے ہے ایک اور بات قابل ذکر ہے کہ آج اسرائیل بھی اپنے ملک میں ماسک فری ہونے کا اعلان کررہا ہے اور وائرس کے متعلق اس کا کہنا ہے کہ یہ ہمارے قابو میں ہے تو پھر اسرائیل کو عالمی کٹھرے میں کیوں نہیں کھڑا کیا جاتا ان تمام سوالوں کا جواب کہاں ملے گا جہاں تک بات ہمارے وطن کی ہے تو سیاسی پارٹیوں اور لیڈروں کو الیکشن لڑنے سے فرصت نہیں، الیکشن کمیشن کو الیکشن لڑانے سے فرصت نہیں، نام نہاد سادھو اور سنتوں کو کمبھ کا میلہ لگانے ولگوانے اور نہان کرانے و کروانے سے فرصت نہیں، اسپتال میں بیڈ نہیں، شمسان میں آخری رسومات کے لئے لکڑیاں نہیں، قبرستان میں قبر کھودنے کے لئے آدمی نہیں، اسپتال میں سہولیات نہیں، ایمبولینس کی بھی کمی ہوگئی، ہندوستان کے بعض شہروں میں ایسا افسوسناک نظارہ بھی دیکھنے کو مل رہا ہے کہ ایک جنازے کی آخری رسومات ادا کرتے ہوئے دوسرے جنازے کی خبریں موصول ہوئی ہیں لیکن ان سب کے بعد عوام کے ذہنوں میں یہ سوال بار بار ابھر رہا ہے کہ چناوی ریلیوں میں اتنی بھیڑ ہوتی ہے کہ لوگ قدم اٹھا کر نہیں چل پاتے بلکہ دھکوں کے سہارے آگے بڑھتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں لوگ ماسک بھی نہیں لگائے رہتے ہیں۔ تو کیا وہاں کورونا وائرس اپنا دامن نہیں پسارے گا، کیا کورونا الیکشن سے ڈرتا ہے اسی کو نشانہ بناتے ہوئے طنز ومزاح پر مبنی ایسی ایسی ویڈیو کلپ بنا کر سوشل میڈیا پر وائرل ہوتی ہے کہ شرم آتی ہے مگر نہیں شرم آتی ہے تو ہمارے ملک کے نیتاؤوں کو،، حالانکہ صورت حال اب تو اتنی خراب وتشویشناک ہو چکی ہے کہ ڈر لگتا ہے کہ کہیں ارتھی وجنازے کو کاندھا دینے والا بھی کوئی نہ ملے تو پھر کیا ہوگا،، اب تو حالات انتہائی ناگفتہ بہ ہیں منٹ منٹ پر موت کی خبریں موصول ہوتی ہیں لیکن وقت کے حکمرانوں کے طرزِ عمل میں کوئی تبدیلی نہیں آتی پورا دن ریلیوں میں گذارتے ہیں اور شام کو کہتے ہیں کہ دوگز دوری اور ماسک ضروری پتہ نہیں یہ جملہ استعمال کرکے طنز کسا جارہا ہے یا عوام کا مزاق اڑایا جارہا ہے ایک طرف کہا جاتا ہے کہ کسی بھی تقریب میں پانچ آدمی سے زیادہ نہیں ہونگے اور دوسری طرف کمبھ میلے میں ہزاروں کی بھیڑ ایک ساتھ اسنان کرتی ہے اور خود سیاسی پارٹیوں کی ریلیوں میں ہزاروں کی بھیڑ اکٹھا کی جاتی ہے،، گذشتہ سال تبلیغی مرکز نظام الدین کو کورونا کی فیکٹری کہا گیا مسلمانوں کی دلآزاری بھی کی گئی نمازیوں پر لاٹھیاں بھی برسائی گئیں ملک میں کورونا کی مہاماری کے لئے تبلیغی جماعت کو ہی اصل ذمہ دار ٹھہرا دیا گیا بیشمار جماعتیوں کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا، تھالی پیٹنے، تالی بجانے اور موم بتی و ٹارچ جلانے کا اعلان کیا گیا میڈیا نے اس بات کا پتہ لگایا کہ مسلمانوں نے اس پر عمل کیا کہ نہیں بالآخر اس کام کو لے کر بھی ملک کی میڈیا نے مسلمانوں کا خوب مذاق اڑایا اور ایک سال بعد کمبھ میلے کا انعقاد کرکے موت کے منہ میں جھونکا جارہا ہے تو گودی میڈیا نے خاموشی اختیار کررکھا ہے آج بھی کہیں دکانیں ایسے بند کرائی جاتی ہیں کہ جیسے لگتا ہے کہ دکاندار کورونا بیچ رہا ہے اور سیاسی پارٹیوں کی ریلیوں میں بھیڑ ایسے اکٹھا کرائی جاتی ہے جیسے لگتا ہے کہ ویکسین بانٹی جارہی ہے اس کے باوجود بھی میڈیا کا کردار ایسا ہے کہ جس سے اس کا مکروہ چہرہ بے نقاب ہوگیا،، آج ہر طرف لوگ ڈرے اور سہمے ہوئے ہیں کیونکہ کورونا وائرس کا حملہ تیز تر تیز ہوتا جارہا ہے لیکن حکومت کو صرف الیکشن سوجھ رہا ہے عوام بے چاری مایوسیوں کا شکار ہورہی ہے اتنا برا حال ہم نے کبھی نہیں دیکھا ضرورت اس بات کی تھی کہ الیکشن منسوخ کردیا جاتا جب تک ملک مہاماری چھٹکارا حاصل نہیں کرلیتا تب تک صدر راج کے ذریعے کام چلایا جاتا لیکن اقتدار کی ہوس نے سیاسی لیڈروں اور وقت کے حکمرانوں کی آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا ہے اسی لیے ایک پل کے لئے بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ الیکشن بعد میں،، پہلے عوام کی جان بچانے کی فکر وکوشش کی جائے ورنہ تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی،، ملک کی میڈیا نے ضمیر بیچ دیا، قلم گروی رکھ دیا، زبان کا سودا کرلیا، سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ کرنے کا ٹھیکہ لے لیا اور قدرت کو یہ ناگوار گزرا آج نتیجہ ہمارے سامنے ہے اور اب تو حالات اتنے خراب ہیں کہ سوائے دعاؤں کے کوئی چارہ نہیں صنعت اور معیشت لڑکھڑا رہی ہے زندہ رہ کر لائن تو لگاتے تھے مرنے کے بعد مردے بھی لائن میں لگے ہوئے ہیں اللہ ہی خیر کرے۔ (بشکریہ، دائرۃ القلم)

> ”عوام بے چاری مایوسیوں کا شکار ہورہی ہے اتنا برا حال ہم نے کبھی نہیں دیکھا ضرورت اس بات کی تھی کہ الیکشن منسوخ کردیا جاتا جب تک ملک مہاماری چھٹکارا حاصل نہیں کرلیتا تب تک صدر راج کے ذریعے کام چلایا جاتا لیکن اقتدار کی ہوس نے سیاسی لیڈروں اور وقت کے حکمرانوں کی آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا ہے اسی لیے ایک پل کے لئے بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ الیکشن بعد میں،، پہلے عوام کی جان بچانے کی فکروکوشش کی جائے ورنہ تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی،“

آہ حضرت نورالحسین لطیفی بھی چل بسے

شوشل میڈیا کے معتمد ذرائع سے یہ اندوہ ناک خبر موصول ہوئی کہ* دیار ہند کی عظیم المرتبت خانقاہ، خانقاہ لطیفیہ نعیمیہ صابریہ معبودیہ کے عظیم چشم و چراغ سیرتِ اسلاف پر عمل پیرا، یادگار صابری بلبل ونبیرہ صابری بلبل حضرت مولانا نورالحسین میاں لطیفی نعیمی قدس سرہ* اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون* یہ خبر سن کر دل کو بالکل یقین نہیں ہوا (پھر بعد مغرب افسرگی کے ساتھ حضرت کے قریبی مولانا مہتاب عالم صابری سے تشفی قلب کے لیے فون پر رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ خبر سچی ہے اور واقعی حضرت وصال کر گئے ہیں) اس لیے کہ حضرت کے وصال کے ظاہری اسباب کچھ نظر نہیں آرہے تھے کیوں کہ چندروز قبل ہی حضرت نے فقیر سے واٹسپ پر خطائے اجتہادی کے موضوع پر *”خطائے اجتہادی صفت مدح ہے صفت عیب نہیں“* کتاب منگوائی تھی۔ مگر۔ سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں* موصوف کا تعلق دیار ہند کی اس عظیم الشان خانقاہ سے تھا جس کے روح رواں حضرت کے جد محترم *خلیفہ صدر الافاضل، زبدۃ الاتقیاء، قدوۃ الاصفیاء عارف باللہ حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری عبدالطیف صابری نعیمی المعروف صابری بلبل قدس سرہ* تھے۔ حضرت نورالحسین میاں رحمہ اللہ ایک سادہ مزاج نرم خو اور سنجیدہ طبیعت کے مالک تھے۔ انتہائی اصاغر نواز، ملنسار، علماء نواز تھے۔ صدر الافاضل اور خانوادہ صدرالافاضل سے عشق کی حد تک لگاؤ رکھتے تھے۔ صدرالافاضل قدس سرہ کے ہر عرس پاک میں آپ کی شرکت لازمی تھی۔ مشربی اختلافات سے دور ونفور تھے۔ خانقاہ کے بیرونی معاملات حضرت کے ہی سپرد تھے۔ فقیر کے روابط حضرت سے بہت قریبی رہے۔ جس کی خاص وجہ یہ ہے کہ سیدی والد گرامی کو بھی حضرت کے جد محترم قبلہ صابری بلبل علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل ہے آج جو کچھ فقیر کو حاصل ہے یہ سب حضرت کے جد امجد حضور صابری بلبل اور خانوادہ صابری بلبل کی مرہونِ منت ہے۔ مرادآباد سنبھل بلاری کے دورہ پر جب حضرت تشریف لاتے تو فقیر کو ضرور یاد فرماتے۔ گزشتہ سال فقیر کے آبائی گاؤں سے کچھ فاصلہ پر دلپت پور ضلع مرادآباد کے دورہ پر آئے ہوئے تھے۔ اچانک حضرت کا فون تشریف لایا مگر افسوس حضرت سے ملاقات نہ کرسکا۔ حضرت فقیر پر بہت کرم فرماتے تھے کافی کافی دیر حضرت سے فون پر گفتگو رہتی اور اکابر کے واقعات سناتے بہت اچھا لگتا۔ مہینے دو مہینے میں فقیر خود ہی رابطہ کرتا اگر کسی سبب میری طرف سے فون پہنچنے میں تاخیر ہوتی تو حضرت خود ہی کرم فرماتے۔ مگر افسوس یہ صرف فونی ملاقات ہی رہی حضرت کے جیتے جی کبھی بھی براہ راست ملاقات نہ ہوسکی حضرت نے کئی مرتبہ خانقاہ میں آنے کی دعوت بھی دی مگر وائے محرومی قسمت کہ مصروفیات کے سبب جانے موقعہ نہ مل سکا خیر افسوس ہی کیا جاسکتا ہے۔ احقر اپنے پورے خانوادے بالخصوص سیدی والد گرامی اور برادر گرامی دام ظلہما العالی کی جانب سے حضرت کے تمام خانوادہ بشمول مولانا عمر لطیفی اور جناب عدیل حبیب لطیفی ودیگر مریدین ومتوسلین سے تعزیت کرتا ہے اور صبر کی تلقین کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ جل شانہ حضرت کو غریق رحمت فرمائے آپ کی تربت پہ رحمت ونور کی چھما چھم بارش نازل فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور صبر جمیل پر اجر جزیل مرحمت فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین

ابر رحمت انکی مرقد پر گہر باری کرے۔ حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

شریک غم* نازش المدنی مرادآبادی*

حضرت مفتی عبدالحلیم صدیقی کی رحلت: بزمِ ایصالِ ثواب کا انعقاد

مالیگاؤں: اس جہان سے بکثرت علمائے حق کا رحلت فرما جانا علم اُٹھ جانے کے مترادف ہے- حضرت مفتی عبدالحلیم صدیقی ہماری جماعت کے بزرگ اور فعال عالم دین تھے- بریلی شریف وکچھوچھہ مقدسہ کے چشمۂ عرفان سے فیضیاب تھے- حضور مفتی اعظم وحضور محدث اعظم وحضور قطب مدینہ کی روحانی برکتوں سے نوازے گئے تھے- آپ نے مدۃ العمر خدمت دین متین کا فریضہ انجام دیا- آپ کی رحلت ایک تاباں عہد کا خاتمہ ہے- اس طرح کا اظہار خیال 25 اپریل اتوار کو بعد نمازِ عصر مدینہ مسجد میں منعقدہ بزم ایصالِ ثواب میں غلام مصطفیٰ رضوی نے کیا- اس موقع پر قرآن خوانی وایصالِ ثواب کا اہتمام ہوا- حافظ فراز احمد برکاتی نے دعا کی- حافظ محمد شاہد نے قل شریف پڑھا- شرکاے بزم میں پروفیسر حامد رضا، پروفیسر شاہد قریشی، فرید رضوی، شیخ آصف رضوی سمیت مقتدر احبابِ اہلسنّت موجود تھے- رپورٹ نوری مشن مالیگاؤں نے ارسال کی-

اداریہ

ہفت روزہ
آوازِنو، اردو دہرہ دون

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماہِ رمضان میں طریقۂ کار

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان شریف کے استقبال اوراسے گزارنے کا خاص اہتمام فرماتے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کا سب سے پہلا معمول یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک سے محبت فرماتے اوراس کی آمد سے کئی روز پہلے سے ہی اسے پانے کی دعا کرتے رہتے چنانچہ امام طبرانی کی اوسط میں اور مسند بزار میں ہے کہ جیسے ہی رجب کا چاند طلوع ہوتا تو آپ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرتے: اے اللہ! ہمارے لئے رجب وشعبان بابرکت بنادے اورہمیں رمضان نصیب فرما۔ مفتی محمد خان قادری لطائف المعارف کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ جب ہمارے اسلاف نے اپنے کریم آقا ﷺ کا یہ معمول پڑھا اور رمضان المبارک کی اہمیت ان کے سامنے واضح ہوئی تو صحابہ وتابعین چھ مہینے رمضان شریف پانے کی دعا کرتے اور چھ ماہ اس کی قبولیت کی دعا کرتے۔ (حضور ﷺ رمضان المبارک کیسے گذارتے؟) اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو مبارک وقت پانے کے لیے دعا کرنی چاہیے تا کہ وہ اس میں مزید نیک اعمال کر کے اپنے مولیٰ کا خوب قرب حاصل کر لے اور اس کو پالینے کے بعد اس کی قبولیت کی دعا بھی کرنی چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ شعبان ہی سے ماہ رمضان کے لیے تیاری فرماتے کیوں کہ ماہ شعبان، رمضان المبارک کے لیے مقدمہ کی مانند ہے، اس میں وہی اعمال ہوں جو رمضان میں ہوں گے، اسی لیے حضور ﷺ ماہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے اور عبادت وریاضت کا خاص اہتمام فرماتے، ان اعمال میں امت محمدیہ کے لیے درس ہے کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے ہمیں بھی پہلے سے ماہ رمضان کی تیاریاں شروع کردینی چاہیے۔ ماہ شعبان میں ماہ رمضان کی تیاری کے حوالے سے محدثین یہ ایک حکمت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ ماہ رمضان کی برکات کو حاصل کرنے کے لیے مسلمان مکمل طور پر تیار ہوجائے اور نفس، رحمن کی طاعت پر خوش دلی اور خوب اطمینان سے راضی ہوجائے۔ جیسے فرائض سے پہلے سنتیں ہیں جن کے ذریعے انسان ذہن کو اپنے رب کی بارگاہ کی طرف متوجہ کرتا ہے تا کہ فرائض کی ادائیگی کی ذہنی تیاری ہوسکے۔ معمولات صحابہ سے اس حکمت کی تائید بھی ہوجاتی ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ماہ شعبان میں صحابہ کے معمولات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شعبان شروع ہوتے ہی مسلمان قرآن کی طرف جھک پڑتے، اپنے اموال کی زکوٰۃ نکالتے تا کہ غریب، مسکین لوگ رمضان بہتر طور پر گزار سکیں۔ جب یہ مقدس ومبارک ماہ اپنی رحمتوں کے ساتھ سایہ فگن ہوتا تو غمخوارِ امت شفیع رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو اس کی آمد کی مبارک باد دیتے، چنانچہ امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کا مبارک معمول ان الفاظ میں نقل کیا ہے: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو یہ کہتے ہوئے مبارک باد دیتے کہ تم پر رمضان کا مہینہ جلوہ فگن ہوا ہے جو نہایت بابرکت ہے، اس کے روزے تم پر اللہ نے فرض فرمائے ہیں، اس میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں، شیطانوں کو باندھ دیا جاتا ہے، اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، جو اس سے محروم ہوگیا وہ محروم ہی رہے گا۔ امام جلال الدین سیوطی اور شیخ ابن رجب علیہما الرحمہ کہتے ہیں کہ رمضان المبارک کی مبارک باد پیش کرنے پر یہ حدیث اصل ہے۔ (الحاوی للفتاویٰ، ۱؍۱۹۳، بحوالہ: ماہ رمضان کیسے گزاریں؟) حضور ﷺ صحابۂ کرام کو مبارک باد اور ان پر اس کی اہمیت واضح کرنے کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک کو خوش آمدید فرماتے، کنز العمال اور مجمع الزوائد میں ہے، آپ فرماتے: لوگو! تمہارے پاس رمضان تمام مہینوں کا سردار آگیا، ہم اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔ جس دن رمضان المبارک کا چاند طلوع ہونے کی امید ہوتی اور شعبان کا آخری دن ہوتا تو آپ مسجد نبوی میں صحابہ کرام کو جمع فرما کر خطبہ ارشاد فرماتے جس میں رمضان المبارک کے فضائل ووظائف اور اہمیت کو اجاگر فرماتے تا کہ اس کے شب وروز سے خوب فائدہ اٹھایا جائے اور اس میں غفلت ہرگز نہ برتی جائے، اس کے ایک ایک لمحہ کو غنیمت جانا جائے۔ کتبِ احادیث میں رمضان المبارک کی آمد کے موقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمودہ خطبہ کی تفصیل بھی ملتی ہے۔ ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو شعبان کے آخری دن خطبہ دیا، فرمایا: اے لوگو! ☆ ایک بہت ہی مبارک ماہ تم پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ☆ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو فرض اور رات کے قیام کو نفل قرار دیا ہے۔ ☆ جو شخص کسی نیکی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف قرب چاہے اس کو اس قدر ثواب ہوتا ہے گویا اس نے دوسرے ماہ میں فرض ادا کیا۔ ☆ جس نے رمضان میں فرض ادا کیا اس کا ثواب اس قدر ہے گویا اس نے رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کئے۔ ☆ وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ ☆ وہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کا مہینہ ہے۔ ☆ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ ☆ جو اس میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے اس کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں اور اس کی گردن آگ سے آزاد کردی جاتی ہے اور اس کو بھی اسی قدر ثواب ملتا ہے اس سے روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی نہیں آتی۔ اس پر صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! ہم میں سے ہر ایک میں یہ طاقت کہاں کہ روزہ دار کو سیر کر کے کھلائے۔ اس پر آپ نے فرمایا یہ ثواب تو اللہ اسے بھی عطا فرمائے گا جو ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ دودھ پلا دے۔ ☆ جس نے کسی روزہ دار کو افطاری کے وقت پانی پلا یا اللہ تعالیٰ (روزِ قیامت) میرے حوضِ کوثر سے اسے وہ پانی پلائے گا جس کے بعد دخولِ جنت تک پیاس نہیں لگے گی۔ ☆ یہ ایسا مہینہ ہے جس کا اول رحمت ہے، اس کے درمیان میں بخشش ہے اور اس کے آخر میں آگ سے آزادی ہے۔ ☆ جو شخص اس میں اپنے غلام کا بوجھ ہلکا کرے اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے اور آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: ص ۱۷۳، ۱۷۴)

ماہ رمضان کے استقبال کے حوالے سے مسنون طریقہ یہ ہے کہ ۲۹؍شعبان المعظم کو بعد نمازِ مغرب چاند دیکھا جائے، چاند دیکھنے کی دعا پڑھیں، ترجمہ: اے اللہ! ہم پر یہ چاند امن وایمان اور سلامتی واسلام کے ساتھ گزار اور اس چیز کی توفیق کے ساتھ جو تجھ کو پسند ہو اور جس پر تو راضی ہو، میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے خوب خوب عبادت وریاضت کی توفیق عطا فرمائے۔ (مہمان ایڈیٹر، عطاالرحمن نوری)

استخارہ کا مسنون طریقہ

از۔ مفتی منیب الرحمن

از۔ مفتی منیب الرحمن

استخارہ کے لفظی معنی ہیں: ''خیر طلب کرنا'' اور اس کا شرعی مفہوم یہ ہے: ایسا معاملہ جس کے دونوں پہلو شرعاً جائز ہیں، یعنی شرعاً آپ اُسے اختیار بھی کر سکتے ہیں اور ترک بھی کر سکتے ہیں لیکن انجام کار فائدہ اسے اختیار کرنے میں ہے یا ترک کرنے میں' اس کے بارے میں آپ کو تردّد ہے، آپ متذبذب ہیں، اپنی عقل کی روشنی میں آپ فیصلہ نہیں کر پاتے کہ کروں یا نہ کروں اور آپ کا دل اس طرف مائل بھی ہو رہا ہے، آپ اُس خیال کو ذہن سے جھٹک کر نکال بھی نہیں سکتے، گویا کیفیت یہ ہے: ''کہیں ایسا نہ ہو جائے، ویسا نہ ہو جائے''، پس عواقب اور نتائج کے اعتبار سے دونوں پہلوؤں میں صاحبِ معاملہ کے حق میں خیر کس میں ہے' اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کی التجا کرنا۔

جس کام کے کرنے کا شریعت میں حکم ہے، اس کے لیے ''استخارہ'' نہیں کیا جاتا، وہ تو ویسے بھی شریعت کا مطلوب ہے، فارسی کا مقولہ ہے: ''درکارِ خیر حاجتِ استخارہ نیست''، یعنی نیک کام میں استخارے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ استخارہ گزشتہ اُمور کے بارے میں بھی نہیں کیا جاتا کہ کوئی آکر آپ کو بتائے: ''آپ پر جادو ہو گیا ہے یا بندش کردی گئی ہے اور اب اس کا توڑ کیا جائے گا''۔ جو کام شرعاً حرام ہے اس کے لیے استخارہ کرنا بھی حرام ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بہت بڑی جسارت ہے اور اس کے غیظ وغضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ استخارہ صرف مباح اُمور میں ہوتا ہے کہ: فلاں شخص کے ساتھ اپنے بچے کا رشتہ قبول کریں یا نہ کریں، کسی شخص کے ساتھ کاروباری شراکت کریں یا نہ کریں، آپ کو ایک سے زائد مقامات سے ملازمت کی پیشکش آتی ہے، آپ تذبذب میں پڑ جاتے ہیں کہ کسے قبول کریں اور کسے رَد کریں وغیرہ۔ علامہ ابن ابی جمرہ لکھتے ہیں: ''واجب اور مستحب کام کے کرنے کے بارے میں استخارہ نہیں کیا جائے گا (کیونکہ اسے کرنا ہی ہے) اور حرام اور مکروہ کے ترک کرنے کے بارے میں بھی استخارہ نہیں کیا جائے گا (کیونکہ شرعاً اسے ترک کرنا لازم ہے)، پس استخارہ صرف مباح کام میں کیا جائے گا، البتہ اگر مستحب کام میں دو امر متعارض ہوں کہ وہ کس کام سے ابتدا کرے تو اس میں بھی استخارہ کیا جا سکتا ہے'' (فتح الباری، ج:7، ص:433 تا 434)۔

حدیث پاک میں ہے: (1) ''حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی درپیش معاملے میں اللہ تعالیٰ سے رہنمائی طلب کی، وہ (کبھی) ناکام نہیں ہوگا اور جس نے (درپیش مسئلے میں کسی صاحبِ رائے اور صائب الرائے سے) مشورہ طلب کیا، وہ کبھی شرمسار نہیں ہوگا اور جس نے (اپنی طرزِ زندگی میں) میانہ روی اختیار کی، وہ (کبھی) محتاج نہیں ہوگا'' (معجم الاوسط: 6627)، (2) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ جب کسی کام کا ارادہ فرماتے تو ان کلمات سے دعا کرتے: ''اے اللہ! اس میں میرے لیے خیر مقدر فرما اور اُسے میرے دل میں پسندیدہ بنا'' (ترمذی: 3516)۔ امام غزالی لکھتے ہیں: ''بعض اصحابِ بصیرت نے کہا ہے: جس کو چار چیزیں عطا ہوں گی تو وہ چار چیزوں سے محروم نہیں ہوگا: (1): جسے شکر کی توفیق نصیب ہوئی، وہ اس میں مزید برکت سے محروم نہیں ہوگا، (2): جسے توبہ کی توفیق نصیب ہوئی، وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوگا، (3): جسے استخارے کی توفیق نصیب ہوئی، وہ خیر کو پانے سے محروم نہیں ہوگا، (4): جسے (صائب الرائے شخص سے) مشورہ کرنا نصیب ہوگا، وہ صحیح بات کو پانے سے محروم نہیں ہوگا'' (احیاءعلوم الدین، ج:1، ص:206)۔

استخارہ کرنے کا طریقہ حدیث پاک میں تعلیم فرمایا گیا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''نبی ﷺ ہمیں تمام (جائز اور مباح) اُمور میں ''استخارہ'' کی تعلیم اس اہتمام کے ساتھ فرماتے تھے جس طرح قرآن کی کسی سورت کی تعلیم ہو، (تو استخارہ یہ ہے کہ) جب کوئی اہم کام درپیش ہو تو دو رکعت نماز (نفل) پڑھو اور پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کرو: ''اے اللہ! میں خیر کو جاننے کے لیے تیرے علم سے رہنمائی چاہتا ہوں اور خیر کو حاصل کرنے کے لیے تیری ذات سے توفیق کا طلبگار ہوں اور میں تیرے فضل عظیم سے سوال کرتا ہوں، کیونکہ تو قدرت والا ہے اور میں عاجز و بے بس ہوں، تو معاملات (کے اچھے یا برے انجام) کو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا، کیونکہ تو غیبی امور کو بہت جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے میرے دین کے اعتبار سے، میرے معاش کے اعتبار سے، میرے انجامِ کار کے اعتبار سے بہتر ہو یا فوری اور دیر پا فائدے کے اعتبار سے میرے لیے بہتر ہے، تو تُو اسے (اپنے فضل وکرم سے) میرے لیے مقدر فرما اور اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ معاملہ (جو مجھے درپیش ہے)، میرے دین، میرے معاش اور میرے انجامِ کار کے اعتبار سے یا میرے فوری اور دیر پا فائدے کے اعتبار سے میرے لیے برا ہے، تو اس کو مجھ سے دور کردے اور مجھے اس سے دور کردے اور (اس کے بدلے میں) جہاں بھی خیر ہے، وہ میرے لیے مقدر فرما، پھر میرے دل میں اس کے لیے پسندیدگی پیدا فرما (یعنی مجھے قلبی اطمینان اور قرار وسکون نصیب ہو جائے کہ بس یہی میرے لیے خیر ہے)'' اور ''ہٰذَ الْاُمُرْ'' (یعنی یہ معاملہ) کے بجائے (چاہے تو) اپنی حاجت کا نام لے کر دعا کرے'' (صحیح بخاری: 6382)، اس حدیث کو امام مسلم کے سوا محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں: ''اور ان مستحب نمازوں میں دو رکعت نمازِ استخارہ بھی ہے''، اس کی شرح میں علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: ''اور ''حلیہ'' میں ہے: اور اس دعائے استخارہ کی ابتدا اور آخر میں حمد وصلوٰۃ پڑھنا مستحب ہے اور ''الاذکار'' میں ہے: پہلی رکعت میں سورۂ ''الکافرون'' اور دوسری رکعت میں سورۂ ''اخلاص'' پڑھے اور بعض بزرگوں سے روایت ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ ''الکافرون'' کے بعد سورۂ القصص کی آیات: 68 تا 69 اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص کے بعد سورۂ احزاب کی آیت 36 کو ''مِنْ اَمْرِ ھِمْ'' تک پڑھے۔ (اور اگر درپیش مسئلہ کے بارے میں کسی ایک جانب قلبی اطمینان حاصل نہ ہو تو) سات دن تک مسلسل اس طریقۂ کار کے مطابق اللہ تعالیٰ سے استخارے کی مسنون دعا مانگتے رہنا چاہیے جیسا کہ ''ابن السّنی'' نے روایت کیا ہے: ''اے انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے بارے میں اپنے رب سے سات بار رہنمائی کی التجا کرو، پھر سمجھو کہ تمہارے دل میں درپیش مسئلے کے کرنے یا نہ کرنے کی بابت جو بات قرار پا گئی ہے، بس خیر اسی میں ہے'' اور اگر استخارے کے لیے نفل نماز پڑھنا دشوار محسوس ہو تو صرف دعا پر بھی اکتفا کر سکتے ہو، یہ (''اذکار'' کی عبارت کا) خلاصہ ہے۔ ''شرح الشرعۃ'' میں ہے: ہم نے اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ مذکورہ دعا پڑھنے کے بعد باوضو ہو کر قبلہ رُو سو جائے، پس اگر وہ خواب میں سفید یا ہرا رنگ دیکھے تو سمجھ لے کہ اس میں خیر ہے اور اگر کالا یا سرخ رنگ دیکھے تو سمجھ لے کہ اس میں شر ہے، پھر اس کام سے اجتناب کرے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار جلد:2، ص:409 تا 410)۔

حدیث پاک میں خواب میں کسی چیز کے نظر آنے یا نہ آنے کا ذکر نہیں ہے اور نہ خواب کا آنا ضروری ہے، یہ بزرگوں اور اہل خیر کے اپنے اپنے تجربات ہیں لیکن اگر خواب نظر آجائے تو اس سے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے، مگر آج کل کے خواب بالعموم افکارِ پریشاں ہوتے ہیں، جنہیں سورۂ یوسف میں ''اَضْغَاثُ اَحْلَام'' سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ ایک دن خواب میں ایک رخ دیکھتے اور دوسرے دن اس کے برعکس، چنانچہ وہ اطمینانِ قلبی کے بجائے ذہنی انتشار کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنے کے بعد جب دل کو کسی ایک جانب سکون وقرار نصیب ہو جائے، تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور اُس کی ذات پر توکّل کرتے ہوئے اُس کام کو انجام دے۔ اللہ تعالیٰ سے کامیابی کی دعا کرتے ہوئے یہ امید رکھے کہ وہ اس میں برکت عطا فرمائے گا۔ اگر خدانخواستہ اس پر عمل کرنے کے نتیجے میں کسی ناکامی کا سامنا ہو، تو یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی منشا کو سمجھنے میں مجھ سے خطا ہو گئی ہے یا یہ گمان کرے کہ اگر اس کے برعکس کیا ہوتا تو ممکن ہے کہ اس سے بڑی ناکامی یا نقصان کا سامنا کرنا پڑتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ہو سکتا ہے کہ ایک چیز کو تم اپنے حق میں ناپسندیدہ سمجھو، (مگر) وہ (درحقیقت) تمہارے حق میں بہتر ہو اور (یہ بھی) ہو سکتا ہے کہ ایک چیز کو تم اپنے لیے پسندیدہ سمجھو (مگر درحقیقت) وہ تمہارے لیے بری ہو'' (البقرۃ: 216)۔ صرف نبی کا خواب یا الہام ''قطعی حُجت'' ہوتا ہے، غیر نبی کا خواب یا الہام ایک ظنّی اَمر ہے، لہٰذا اگر آدمی نے کسی مسئلے میں استخارہ کیا اور بوجوہ اس پر عمل نہ کیا، تو اس سے گنہگار نہیں ہوگا، نہ اُس پر کوئی وبال آئے گا۔ ''استخارہ'' کی روح یہ ہے کہ جس بندے کو کوئی مسئلہ درپیش ہے، وہ خود استخارہ کرے، کیونکہ جتنا درد، قلبی وابستگی، حضوریِ قلب، تضرُّع اور عاجزی کسی شخص کو اپنے معاملے میں ہو سکتی ہے، دوسرے شخص کو نہیں ہو سکتی۔ حدیث میں ہے: ''رب ذوالجلال فرماتا ہے: میں ان کے پاس ہوتا ہوں جو میری (خشیت ومحبت اور انکسار کی) وجہ سے شکستہ دل رہتے ہیں''

(الشفاء، جلد:1، ص:78)۔

باقی صفحہ 4 پر

معرکۂ بدر عزم ویقیں کے اَن گنت چراغ روشن کررہا ہے

غلام مصطفٰی رضوی
[نوری مشن، مالیگاؤں]

اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا...... اپنا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھیج کر بابِ رسالت مکمل کر دیا...... بہاروں کی زمیں پر انبیا کی آمد ہوتی رہی...... محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھروں کی زمیں پر بھیجا...... ریگ زارِ عرب میں بھیجا...... اہلِ باطل کے معبودانِ باطلہ بھی پتھر کے تھے...... سچائی کا آوازہ بلند ہوا...... حرا کی وادیوں سے علم ویقیں کا اُجالا پھیلا...... وادیِ مکہ مکرمہ نغماتِ توحید و رسالت سے گونج گونج اُٹھی...... سردارانِ قریش، آقایانِ کفر لرزہ براندام ہو گئے...... اُنھیں پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ فطرت ایک آنکھ نہ بھائی...... جور وستم کے پہاڑ توڑے گئے...... ایذا دی گئی...... ستایا گیا...... سماجی بائیکاٹ کیا گیا...... ظلم شباب کو پہنچا...... ہجرت کا عظیم مرحلہ درپیش آیا...... اوّل جانبِ حبشہ ہجرت کی گئی...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت فرما ہوئے...... جو ہماری تاریخ کا ایک اہم باب ہے...... ہجرت کی ہر ساعت معجزوں کی نورانی قندیل سے روشن ہے...... اہلِ مدینہ مسرور ہو اُٹھے کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے...... وادیِ طیبہ- طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا - کے والہانہ نغموں سے گونج گونج اُٹھی۔ یہ نغمۂ مدحت بھی بچیوں کی زباں پر جاری تھا

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِیْ النَّجَّارِ یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارٍ

''ہم خاندانِ بنو النجار کی بچیاں ہیں، واہ! کیا ہی خوب ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پڑوسی ہو گئے......''

ابھی ہجرت کا مرحلۂ شوق جاری تھا...... اصحابِ رسول ﷺ کی اِملاک کو کفار نے ضبط کرنا شروع کیا...... اسلام کے خلاف اُن کی ریشہ دوانیاں حدیں پار کر گئیں...... رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں جرأت کی جا رہی تھی...... دوسری سمت زنگ آلود دل مائل بہ اسلام تھے...... قبولِ اسلام کا کارواں تیز گام ہو رہا تھا...... کُفر کا زور ٹوٹتا جا رہا تھا...... تاریک دِل جگمگانے لگے...... بجھی بجھی طبیعتیں کھلنے لگیں...... خطۂ عرب ایسے انقلاب سے گزر رہا تھا جس کے خوش گوار اثرات جلد ہی پوری کائنات پر رُونما ہونے والے تھے...... کفار نے ٹھان لیا تھا کہ اسلام کی روشنی بُجھا دیں گے...... ناموسِ رسالت ﷺ کے جتنے دُشمن تھے سب یکجا تھے...... اُن کی نگاہیں جانبِ طیبہ لگی ہوئی تھیں...... وہ اِس وہم میں تھے کہ چراغِ مصطفوی بُجھ جائے گا......

عہدِ وفا:

اہلِ مدینہ نازاں تھے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں...... اصحاب وانصار محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے لیے جان نچھاور کرنے کو ہر آن آمادہ تھے...... گرچہ اب تک جور و زیادتی اور ظلم وستم پر صبر ہی کیا گیا تھا؛ لیکن اب تقاضا تھا کہ باطل کو سرنگوں کیا جائے اور ظلم کے پنجوں کو مروڑ دیا جائے...... ۲ر ہجری میں حکمِ الٰہی نازل ہوا کہ...... ''خدا کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم لوگوں سے لڑتے ہیں۔''...... اِس لیے جہاد کے لیے قصد فرمایا گیا...... صحابۂ کرام و انصار نے جاں نثاری کا عہدِ وفا کیا...... بخاری شریف کی روایت میں یہ الفاظ محفوظ ہیں: ''ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں؛ جنھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تنہا چھوڑ دیا، ہم آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے چاروں طرف سے لڑیں گے۔''...... راویِ حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس وقت دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور فرطِ مسرت سے چمک اُٹھا۔ (بخاری شریف، جلد ۲، صفحہ ۵۶۴)

انصار کی نیابت میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے جو تاریخی الفاظ ارشاد فرمائے وہ اس طرح ہیں:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ پر ایمان لائے ہیں۔ ہم نے آپ کی اطاعت کا عہد کر رکھا ہے، جو حکم ہو گا اسے بجالائیں گے۔ آپ بلا تأمل اپنا ارادہ پورا فرمائیں۔ ہم دل وجان سے آپ کا ساتھ دیں گے...... قسم ہے اُس ذاتِ پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے؛ اگر آپ ہم کو سمندر میں کود جانے کا حکم دیں گے تو ہم سارے سمندر میں کود پڑیں گے اور ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا۔''

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے یہ جاں نثارانہ جوابات سُن کر مسرور ہوئے اور فرمایا: ''اللہ کے نام پر چلو، تمہیں خوش خبری ہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ابوجہل یا ابوسفیان کی دو جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت پر ضرور فتح و نصرت عطا کروں گا۔'' (زرقانی، جلد ۱، صفحہ ۶۱۶)

کفارِ مکہ نے مسلمانوں کو زیارتِ کعبہ سے روکا، املاکِ مومنین ضبط کیں، مدینہ منورہ پر لشکر کشی کی تیاری کی، اسلام کے خلاف ماحول سازی کی، رسول کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے قتل کے منصوبے بنائے، اہلِ ایماں پر ستم ڈھائے کہ وہ دین سے باز آجائیں...... اِسی کے نتیجے میں اسلام کی پہلی جنگ ''بدر'' کے میدان میں ہوئی۔

معرکۂ بدر:

مدینہ منورہ سے ۸۰ر میل کی دوری پر 'بدر' واقع ہے...... جہاں ۱۷ر رمضان کو اسلام وکفر کے درمیان عظیم معرکہ ہوا...... جس میں کفر کو شکست ہوئی...... فتحِ اسلامی کا یہ عظیم دن ''یوم الفرقان'' کہلایا...... اسلامی فوج ۳۱۳ر افراد پر مشتمل تھی...... جن میں ۶۰ر انصار بقیہ مہاجرین تھے...... جب کہ کفار ایک ہزار سے کم نہ تھے...... جن کے پاس بیش قیمت تلواریں، ہتھیار اور اونٹ وغیرہ سامانِ جنگ کثیر تھے...... مسلمان فرسودہ ہتھیار، قلیل سامانِ جنگ کے باوجود اللہ کی مدد پر مکمل یقین کے ساتھ محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں باطل سے نبرد آزمائی کو تیار تھے۔

میدان میں زبردست حکمت کے ساتھ محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیں آراستہ کروائیں...... محلِ وقوع و ماحول کے پیشِ نظر انتظامات فرمائے...... قریبی ٹیلے پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے مشورے سے محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عریش (سایہ) بنوایا گیا تاکہ میدانِ جنگ کا مشاہدہ کیا جا سکے...... اسی مقام پر آج مسجد عریش ہے...... جہاں پہنچ کر روحانی سکون ملتا ہے...... ہم نے بھی مسجد عریش کی بہاروں میں کئی ساعتیں گزاریں...... پھر کئی بار اپنی تاریخ کے ان نقوش کی یادیں تازہ کیں...... ایک ایک لمحہ یاد کیا...... وادیِ بدر میں پاکیزہ انفاس کی خوشبو محسوس کی...... سبحان اللہ ؎

جاں نثارانِ بدر واُحد پر درود
حق گزارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام (اعلیٰ حضرت)

تین سو تیرہ جاں نثارانِ اسلام ایک ہزار سپاہ سے لڑنے کے لیے پُرعزم تھے...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھڑی ہاتھ میں لیے میدان میں تشریف لائے، صفوں کو درست فرمایا...... سردارانِ کفار کے مرنے کی جگہ نشانات لگائے...... میمنہ اور میسرہ پر سالار تعینات فرمائے...... جنگی اُصول دیے...... ہدایات ارشاد فرمائیں......

حق غالب آیا:

جنگ ہوئی...... کثیر پر قلیل غالب آئے...... کُفر پر اہلِ حق غالب آئے... کفر نے وہ زخم کھائے جس کے نتیجے میں اسلام کا قصرِ رفیع مستحکم ہوا...... جنگ کا غُبار چھٹا تو دیکھا گیا کہ جس مقام پر جس سردارِ قریش کی موت کا فرمایا گیا تھا وہیں وہ قتل ہوا...... علمِ غیبِ نبوی کی وسعت کا نظارہ دُنیا نے دیکھا...... اللہ نے فرشتوں کی سپاہ بھیج کر کفر وظلم کو مغلوب کیا...... جو سازشوں کے خوگر تھے ان کی موت اسلام کی شوکت کا پیغام بن گئی...... ان کی نسلوں نے اسلام قبول کیا...... محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر جانیں نچھاور کیں...... آج بھی معرکۂ بدر عزم ویقیں کے اَن گنت چراغ روشن کر رہا ہے، جن سے نور لے کر یہود ونصاریٰ اور فرقہ پرستوں کی سازشوں کو ناکام بنایا جا سکتا ہے، اور اسلام کے قصرِ رفیع کی حفاظت کی جا سکتی ہے...... آج پھر درجنوں طوفان درپیش ہیں...... بھارت میں اِسلام کا چراغ بُجھانے کو کفر آمادہ ہے...... وجودِ مسلم کے خاتمہ کے لیے اقتدارِ باطل نے کمر کس لی ہے...... ماب لنچنگ، قتل وغارت کا بازار گرم ہے...... نفرتوں کی کاشت اقتدار کے سائے میں جاری ہے...... بحیثیت مسلمان جینا دوبھر ہو گیا ہے...... ہر روز نئے فتنے ہیں...... شام وعراق، یمن وفلسطین کی تاراجی کے بعد ایوانِ کفر سربراہانِ مملکتِ اسلامیہ سے متحد ہو کر مزید اسلامی مملکتوں کی تاراجی کو آمادہ ہے...... آج پھر حرمین کی مقدس زمیں پر امریکی سربراہی میں یہودی ریاست اسرائیل کے استحکام کا ماحول بنایا جا چکا ہے...... بیداری کے ساتھ تگ ودَو کی ضرورت ہے...... جس کا نتیجہ یقیناً اُمید افزا اور عزم کا اشاریہ ثابت ہوگا...... بھارت کے نفرتوں بھرے ماحول میں ہمیں مکمل بیدار ہونا پڑے گا؛ جبھی سی اے اے، این آر سی جیسے کالے قانون کی فضا ختم ہوگی...... آر ایس ایس کی مہیب سازشوں کا خاتمہ ہوگا...... اور ہم اپنے حقوق کی پاسداری کے ساتھ اپنے وجود کی بقا کے لیے کامیاب راہوں کو طے کر سکیں گے...... گویا عزم ویقیں کی تجدید کا درس 'وادیِ بدر' سے مِل رہا ہے ؎

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نُصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

فقہی مسائل

روزہ میں نیم وغیرہ کڑوی مسواک کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ جب مسواک روزے کی حالت میں وضو سے پہلے مسواک کیا جاتا ہے اور اسکے بعد گلے میں مسواک کا کڑواپن گلے میں محسوس ہوتا رہتا ہے تو کیا اس سے روزے میں کچھ قباحت ہے؟۔ جواب جلد عنایت فرمائیں حضور؟ (المستفتی: محفوظ عالم بستوی)

الجواب: روزہ کی حالت میں فی نفسہ ہر طرح کے مسواک جائز ہیں، خواہ نیم کا ہی کیوں نہ ہو، البتہ کڑوی مسواک سے بچنا چاہیے کہ کافی بچاؤ کے باوجود بھی اس کے مزے حلق تک محسوس کیے جاتے ہیں، اور یہ مکروہ ہے۔ مگر اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔ بہار شریعت میں ہے: روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں، بلکہ جیسے اور دنوں میں سنّت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے۔ مسواک خشک ہو یا تر اگرچہ پانی سے تر کی ہو، زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں۔ ('البحر الرائق''، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالا یفسدہ، ج ۲، ص ۴۹۱)

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں کہ: اگر مسواک چبانے سے رَیشے چھوٹیں یا مزہ محسوس ہو تو ایسی مسواک روزے میں نہیں کرنا چاہیے۔ (''الفتاوی الرضویۃ''، ج ۱۰، ص ۵۱۱)

ایک دوسری جگہ فتاوی رضویہ 127 / 10... میں میں ہے: مسواک مطلقاً جائز ہے اگرچہ بعد زوال، اور منجن ناجائز وحرام نہیں بلکہ اطمینان کافی ہو کہ اس کا کوئی جزو حلق میں نہ جائے گا، مگر بے ضرورتِ صحیحہ کراہت ضرور ہے۔ درمختار میں ہے: کرہ لہ ذوق شئی اھ (روزہ دار کو شَے کا چکھنا مکروہ ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم (اے الدر المختار باب مایفسد الصوم ۱ / ۱۵۲) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عدنان غوثی مصباحی

تراویح سے قبل وتر کی نماز پڑھنا عندالشرع کیسا ہے؟

الجواب: بعون الملک الوھاب

تراویح وتر کی نماز سے پہلے بھی اور بعد میں بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ درمختار مع ردالمحتار میں ہے کہ:*

((ووقتھا بعد صلاۃ العشاء الی الفجر قبل الوتر وبعدہ فی الاصح" اھ))

(درمختار مع ردالمحتار ج 2 ص 493: کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل)

اور بہار شریعت میں ہے کہ" اور اس کا وقت عشاء کے فرض کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک ہے وتر سے پہلے اور بعد کسی وقت بھی پڑھ سکتے ہیں" اھ

(بہار شریعت ج 1 ص 689: تراویح کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ:

حضرت علامہ ومولانا کریم اللہ رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی والنورانی خادم التدریس دار العلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری (ممبئی)

حمد باری تعالیٰ

پیش نگاہ خاص و عام، شام بھی تو، سحر بھی تو
جلوہ طراز اِدھر بھی تو، روح نواز اُدھر بھی تو
ایک نگاہ میں جلال، ایک نگاہ میں جمال
منزل طور پر بھی تو، مسند عرش پر بھی تو
عجز و نیاز بندگی تیری نوازشوں سے ہے
حاکم ہر دعا بھی تو، بارگہ اثر بھی تو
پردۂ شب میں ہے نہاں، نورِ سحر میں ہے عیاں
آپ ہی پردہ دار بھی، آپ ہی پردہ در بھی تو
تیرا عروج سرمدی، تیرا بیان زندگی
رفعت لامکاں بھی تو، عظمت بام و در بھی تو
تو ہی ہے کائناتِ راز، تو ہی ہے رازِ کائنات
تو ہی محیط ہر نظر، مرکز ہر نظر بھی تو
بندہ ترا نثار ہے ذات و صفات پر تری
قلب صبا تو ہی تو، جان دل و جگر بھی تو

صبا اکبر آبادی

RNI.NO.UTTURD/2010/35667--------Postal.Regd.No.UA/DO/DDN/704/2020-2022

AAWAZ-E-NAU(URDU-WEEKLY)

Off.Add.35/221 LAKHI BAGH DEHRADOON.Pin.No.248001 (UK)
E-mail:sayed.ashraf@rediffmail.com- E-mail:awazenau1@gmail.com-
Mob.No........................7055478786
Mob.No............................9870876799

VOL. 11. Issue 38 .Date 26. 4 . 20 (Monday)

TO

بے دینی کی عیاریاں، حرمتِ اسلام پر حملے

آخری قسط

ماخوذ مقالات صدر الافاضل......................................مرتب۔ مفتی ذوالفقار خاں نعیمی ککرالوی

ان کی محنتوں کا مرکز ایک شوہر ہے اور اس وجہ سے ان کو بڑی نفیس معاشرت اور عیش غیر مکدر حاصل ہوتا ہے۔ اِس صفت میں مسلمان دُنیا کی تمام قوموں میں فرد تھے۔ اُن کی خواتین کا آنچل کسی آنکھ نے نہ دیکھا تھا۔ اُن کے زیور کی جھنکار کسی کان نے نہیں سنی تھی۔ ان کے نام سے نامحرم واقف نہیں ہوسکتا تھا۔ مرنے کے بعد قبر میں بھی پردے کے اہتمام سے اُتاری جاتی تھیں۔ اُن کی باندیاں بھی پردہ کرتی تھیں۔ باہر کی پھرنے والی عورتوں تک کا گھر میں آنا انہیں ناگوار تھا اور دُنیا کی وہ قومیں جن کے یہاں پردہ نہیں ہے، مسلمانوں سے شرماتی تھیں اور سمجھتی تھیں کہ حمیت وغیرت مسلمانوں کا حِصہ ہے۔ اس میں کوئی اِن کی ہمسری نہیں کرسکتا۔ اپنی حالتوں پر اُن کو شرم آتی تھی۔ اِس لیے اُنہوں نے پردہ کی مخالفت شروع کی اور طرح طرح کے پروپیگنڈے شروع کیے تاکہ مسلمان کی یہ عزت وامتیاز جس کے سامنے اقوام عالم کو شرمندہ ورُسوا ہونا پڑتا ہے، معدوم کردی جائے۔ اَغیار تو اس کوشش میں تھے ہی اُن کے حسد وعناد کا اِس اَمر کو مقتضی ہونا چنداں بعید بھی نہ تھا۔

کوزہ پشت (کبڑا) بھی چاہتا ہے کہ دنیا کے سرو قامت نوجوان اُسی طرح خمیدہ ہوجائیں لیکن قابل رنج بات یہ ہے کہ ہمارے نوتعلیم یافتہ، مغربیت پرست، دشمنوں کی اس تمنا کو پورا کرنے کے لیے آلۂ کار بن گئے اور وہ مسلمانوں کو غلط راہ پر لے جانے کی سعی میں سرگرم ہیں۔ اُن سادہ لوحوں کو دشمنوں کا رٹایا ہوا کلمہ ناحق تو یاد ہے، مگر وہ جذبۂ خوش اعتقادی میں دشمن کی چال بازی وعیاری سے بالکل بے خبر اور غافل ہیں۔ شہوانی، غیرت سوز، اُمنگیں اُن کے ساتھ ہیں اور وہ اپنی بیبیوں کو بے پردہ اور بے حجاب بازاروں میں اور سیر گاہوں میں ریلوے اسٹیشنوں کے پلیٹ فارموں پر، بلکہ تھیٹروں اور سینماؤں تک میں ساتھ لیے پھرتے ہیں۔ غیر مردوں سے اُن کے ہاتھ ملواتے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ لباس وہ پہناتے ہیں جس کو لباس عُریانی یا لباس بے حیائی کہنا بالکل صحیح ہے۔ ہیں تو بیگم صاحب مگر سر کُھلا ہے، بال کٹے ہیں، آستینیں ندارد ہیں، کلائیاں اور بازو نظر آرہے ہیں، گریبان ترچھا ترشا ہوا ہے جس میں سینہ اور کچھ حصہ زنانہ جسم تک کے نمودار ہیں۔ گھٹنوں تک پاؤں بھی کھلے ہیں، جن پر جسم کے ہم رنگ ریشمی موزے ہیں۔ ایک محترم خاتون کی بے عزتی کے لیے وہ سب کچھ کرلیا گیا ہے جس کا تصور کرنے سے مرجانا اس سے بدرجہا زیادہ پیارا معلوم ہوتا تھا۔ اِس میں شریعت مطہرہ کی صریح مخالفت ہے اور غیرت کا تو نام ونشان بھی باقی نہ رہا کہ آدمی اپنی بی بی کو منظر عام پر لیے پھرتا ہے اور دنیا کے بد سے بد شخص کو اُس پر نظر ڈالنے کے موقعے دیتا ہے۔ ایسے ہی منحوس کو دیوث کہتے ہیں۔ بعض غیرت مند جانور تک اس طرح کی بے حیائی گوارا نہیں کرتے۔ اس بے غیرتی کو رواج دینے کے لیے تقریریں کی جاتی ہیں، مضمون لکھے جاتے ہیں، اور پردہ توڑ کر باہر نکل آنے والی حیادار عورتیں پردے کی مخالفت میں بہت غوغا کرتی ہیں۔ زنانہ مدرسوں میں تعلیم دینے والی عورتیں پردہ کی برائیاں لڑکیوں کے ذہن نشین کر کے حیا کی چادر اُتار ڈالنے کی کوشش کرتی ہیں۔

جو مرد اپنی شرم وحیا بالائے طاق رکھ کر عورتوں کو پردے سے باہر نکال لائے اور اُن کو بے حجابی کا شکار بھی بنا چکے، وہ چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی اِسی میں مبتلا کریں۔ آج کل ایک چھوٹا رسالہ میونسپلٹی مراد آباد میں تقسیم کیا گیا یہ رسالہ چھوٹی تقطیع کے ۴ صفحے پر ہے۔ لوہے کے حرفوں سے چھاپا ہوا ہے۔ ہیلتھ کی جانب سے چھاپا گیا ہے۔ اُس میں اکبر وجمیلہ کی ایک کہانی لکھی ہے اور یہ دکھایا ہے کہ جمیلہ پردے کی پابندی کی وجہ سے تپ دق میں مبتلا ہوکر مرگئی اور اپنی لڑکیوں کو پردہ نہ کرنے کی وصیت کرگئی۔ اول تو یہ بات بے جا ہے کہ کوئی پبلک محکمہ کسی قوم کے مذہبی جذبات کے خلاف پراپیگنڈہ کرے اور اگر ایسے رسالوں کی اشاعت پر پبلک ہی کا روپیہ بھی صرف ہو تو یہ اور زیادہ قابل مؤاخذہ ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ آنکھ کھولیں اور پبلک کا روپیہ اپنے مذہب کی مخالفت میں نہ صرف ہونے دیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ پردہ شکنی جیسے غیرت سوز ودشمن حیا مقصد کے لیے تمام اَدلہ عقلیہ وشرعیہ کے جواب میں صرف کہانیاں ۔۔۔ ہوسکتی ہیں اور تعلیم جدید کا اُصول بُرہان یہ کہانیاں رہ گئی ہیں اور وہ بھی باطل۔ محکمہ ہیلتھ، یعنی صحت کی طرف سے اِس کا شائع ہونا اور زیادہ تعجب خیز ہے کیوں کہ ماہرین علم صحت کو ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ صدیوں کے تجربے افسانوں اور کہانیوں سے رَد نہیں ہوتے۔ تیرہ سو برس سے مُسلمان پردہ کے نہایت اہتمام کے ساتھ پابند ہیں۔ اگر پردے سے تپِ دق پیدا ہوتی تو ضروری تھا کہ مسلمانوں کی تمام عورتیں تپ دق ہی میں مرتیں اور مسلمانوں کی نسل روز بروز گھٹتی جاتی لیکن ایسا نہیں ہوا تو کسی عورت کی تپ دق کا سبب پردے کو قرار دینا ایک غلط تخیل اور باطل وہم ہے۔ مسلمانوں کی عورتیں تو ابتدا ہی سے پردے کی خوگر اور عادی ہوتی ہیں اُنہیں پردے سے دہشت اور گھبراہٹ نہیں ہوتی بلکہ پردہ جان سے زیادہ عزیز ہوتا ہے اور بے پردگی انہیں موت سے زیادہ شاق وناگوار معلوم ہوتی ہے۔ انہیں پردے سے کیا تپ دق ہوگی جو مرد ہیں اور ابتدائے عمر سے آزاد پھرنے کے عادی ہیں جب انھیں لمبی لمبی قیدیں ہوجاتی ہیں اور جیل خانوں میں وہ نہ صرف دنیا کے سیر وتفریح سے روکے جاتے ہیں بلکہ عزیز واقارب اہل واولاد کو دیکھنے کو ترس جاتے ہیں، بدنامی ورُسوائی کاروبار کی خرابی گھر کی ویرانی اہل وعیال کی پریشانی کے سبب سے غم اُن کے ساتھ ہوتے ہیں۔ پھر اس پر مشقتیں، جیل کی صعوبتیں، وحشت انگریز لباس، زمین پر بیٹھنا سونا، غذاؤں کی پابندیاں یہ سب چیزیں مل کر بھی تپ دق کا سبب نہیں ہوتیں تو عورتوں کے لیے پردہ جس کو وہ اپنی عزت وحرمت جانتی ہیں اور جس کے ساتھ عزیز واقارب سے ملنے رشتہ داروں کے یہاں جانے شادی غمی میں شرکت کرنے کی کوئی ممانعت نہیں ہوتی۔ حسب حیثیت آسائش کے سامان مہیا ہیں، وہ کس طرح تپ دق کا سبب ہوسکتا ہے اور اگر ماہرین حفظان صحت کے نزدیک اتنی سی پابندی بھی تپ دق کا سبب ہے تو پہلے اُنہیں یہ چاہئے کہ گورنمنٹ سے قید کی سزا کو مخالف صحت وسبب ہلاک ثابت کرکے موقوف کرائیں کیوں کہ قید کی سزا دینے سے جان کا ہلاک کرنا منظور نہیں ہوتا۔ اگر وہ جان کے لیے خطرناک ہے تو ضرور موقوف ہونی چاہئے۔

بہت افسوس ہے کہ مسلمانوں کے اخلاق بگاڑنے کے لیے ایسی رکیک کہانیوں سے کام لیا جائے، اور اِس مقصد کے لیے اِن کہانیوں کا پیش کرنا اہل نظر کے لیے اس کی دلیل ہے کہ بے پردگی کے حامیوں کے پاس اُن کے طریق عمل کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دینی تعلیم اور دین داروں کی صحبت سے بے پردہ ہوکر انسان قوائے شہوانیہ سے اتنا مغلوب ہوجاتا ہے کہ غیرت وحمیت تک اُس میں باقی نہیں رہتی، اور یہ حالت اُس کو بہترین جذبات کی پاسداری سے معطل کردیتی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے نوجوانوں کو مسلمانوں کی پختگی اعتقاد کا بھی کچھ اندازہ کرنا چاہئے کہ وہ پابندیٔ شریعت کو ہر چیز سے زیادہ قیمتی اور عزیز سمجھتے ہیں۔ وہ ایسے وہمیات کی طرف کیا اِلتفات کریں گے۔

[السواد الاعظم، شوال، ۱۳۵۰ھ، ص ۲ تا ۱۲]

پیٹ کے سرطان کی پیشگی 5 علامتیں

سرطان کی کوئی قسم اچانک منٹوں میں رونما نہیں ہوتی، اس کی کئی علامتیں وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی رہتی ہیں لیکن یہ بھی سچ ہے کہ ان علامتوں کو پہچانے کیسے؟۔ کیونکہ بخار، پیٹ درد، قے، پیٹ میں جلن وغیرہ ایک نہیں کئی امراض کی علامتیں ہوسکتی ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ویسے ہی بخار ہوگیا ہو اور یہ سرطان یا کسی دوسرے مرض کی علامت نہ ہو۔ اس لئے ہر مریض کو بیماری کی علامتوں پر اچھی طرح نظر رکھنا چاہئے، اس صورت میں مریض کسی بھی بڑے مرض سے بچ سکتا ہے۔ ایک آدھ ٹیسٹ کرا لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ہمارے ہاں بیماریوں کے بڑھنے کی ایک وجہ ٹیسٹوں کی کمی ہے۔ لوگ اپنے پیاروں کو عام نوعیت کی دوائیں دیتے رہتے ہیں لیکن مناسب تشخیص یعنی ٹیسٹ یا ایکسریز وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے مرض بڑھتے بڑھتے لا علاج ہوجاتا ہے۔ آج ہم آپ کو یہ بتائیں گے کہ دیگر امراض کی طرح پیٹ کا سرطان بھی دستک دیتا ہے. ×× میو کلینک'' کی تحقیق ہمیں یہ بتاتی ہے کہ سرطان کی یہ قسم ایک ہلکے سے ٹیومر کی شکل میں جڑ پکڑتی ہے جہاں سے یہ جسم کے دیگر حصوں میں بھی پھیل سکتا ہے۔ یہ مکمل طور پر لاعلاج نہیں ہے۔ ابتدائی دور میں اسے ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کئی ممالک میں پیٹ کے سرطان میں مبتلا مریضوں کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے۔ پیٹ کا سرطان عمومی طور پر پیٹ کے مرکزی حصے میں پھیلتا ہے، تاہم سرطان کی ایک قسم پیٹ کے بالائی حصے (کارڈیا کے قریب) میں جنم لیتی ہے اس پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں اس قسم کے سرطان کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کی کم و بیش پانچ علامتیں وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ جو یوں ہیں.... پیٹ کی خرابی، وزن میں کمی، پیٹ درد، کم کھانے پر بھی پیٹ بھرا ہوا محسوس ہونا، قے اور سینے کی جلن۔

پیٹ کی خرابی: اسے سمجھنا ذرا مشکل ہے، کیونکہ کسی بھی غلط چیز کے کھانے سے بھی پیٹ خراب ہوسکتا ہے۔ لیکن یہ سرطان کی اہم علامتوں میں سے ایک ہے۔ اگر آپ محسوس کریں کہ پیٹ کچھ زیادہ عرصے کے لئے خراب ہوگیا ہے تو اسے ہلکا مت لیجئے اور فوری ٹیسٹ کرائیے۔

پیٹ بھرا ہوا لگنا اور وزن میں کمیکھانے سے ہاتھ کھینچنا خاصا مشکل کام ہے۔ البتہ وزن میں کمی کے خواہش مند ہاتھ روک کر کھاتے ہیں، لیکن اگر بھوک مٹ جائے یا خوراک کی طلب میں کمی ہو جائے، کچھ بھی کھانے کو دل نہ چاہے، فرد اپنے پیٹ کو بھرا بھرا سا محسوس کرے، ساتھ میں وزن بھی مسلسل کم ہو رہا ہو، وزن میں کمی کی وجہ بھی سمجھ سے باہر ہو تو سرطان کا ٹیسٹ کرنا بہتر رہے گا۔

بقیہ صفحہ 2..........................استخارہ کا مسنون طریقہ

جو شخص اپنے دَرپیش مسئلے میں چند بار عاجزی سے اپنے رب کے حضور التجا اور طلبِ خیر ودعا کے لیے ذہنی، فکری اور عملی طور پر آمادہ نہ ہو، وہ استخارے کی روح اور حقیقت کو سمجھا ہی نہیں۔ رہے وہ لوگ جو استخارے کے نام پر ماضی کے اَحوال بتاتے ہیں کہ کسی پر کالا جادو ہوگیا ہے یا سفلی عمل کردیا گیا ہے، الغرض چند سیکنڈ میں یہ تمام غیبی اُمور ان پر منکشف ہوجاتے ہیں اور ایک ہی لمحے میں اُن کا حل بھی نکل آتا ہے، یہ حدیث میں نہیں ہے۔ اس سے لوگ توہّم پرستی اور تشکیک میں مبتلا ہوتے ہیں، تقدیرِ الٰہی پر رضا، جو مومن کا شعار ہونا چاہیے، اُس میں کمزوری واقع ہوتی ہے۔ پھر لوگ کسی مشکل صورتِ حال میں، جب انہیں کوئی فیصلہ کن راہ سجھائی نہ دے، اللہ تعالیٰ کی ذات سے براہِ راست رجوع کرنے اور اس کے حبیبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توسُّل کی روش کو ترک کرکے، طرح طرح کے عاملوں سے رجوع کرتے ہیں۔ استخارہ تو مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے رہنمائی طلب کرنا ہے۔ آج کل اسے کاروبار بنا دیا گیا ہے اور کئی جگہ بورڈ آویزاں ہوتے ہیں: ''استخارہ کرالو''، یعنی بندہ اتنا بے نیاز ہوگیا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کرنے کے بجائے یہ کام بھی نذرانہ اور فیس دے کر کسی اور سے کرانا چاہتا ہے۔ الغرض درپیش معاملات اور مباح امور میں سے کسی ایک کے انتخاب کے لیے یا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں استخارہ کرنا افضل اور مستحب ہے، لیکن یہ واجب نہیں ہے، یعنی استخارہ نہ کرنے پر گنہگار نہیں ہوگا۔

ایک ضروری گذارش

قارئین حضرات سے گذارش ہے کہ وہ'' ہفت روزہ آوازنو'' کے اُن صفحات کے تقدس واحترام کو ملحوظ رکھیں جن میں مذہبی مضامین حمد یا نعت ومنقبت شائع ہوتے ہیں۔ مقدس ومتبرک مقامات یا ذوات کا ادب واحترام کرنا دلوں کی پرہیزگاری سے ہے

مصالح جس میں ڈلوائیں رکاوٹ
تو ہب کے مسائل اللہ اللہ

وہ کام اے ہم نشیں چلتا نہیں ہے
بسیں چلتی ہیں بس چلتا نہیں ہے

ماخوذ: مولانا اندھے کی لاٹھی
پیش کردہ:- نیاز احمد مالیگ

ہفت روزہ آوازِ نو، دہرہ دون
(چیف ایڈیٹر) سید اشرف حسین قادری
مالک، پرنٹر پبلیشر، ایڈیٹر سید اشرف حسین قادری نے انٹر گرافکس پرنٹنگ پریس 64 نیشولا روڈ دہرہ دون سے چھپوا کر 35/221 لکھی باغ دہرہ دون سے شائع کیا

{قانونی آگاھی} مضامین وخبروں کے متعلق کسی بھی قسم کی قانونی اور عدالتی چارہ جوئی دہرہ دون کی عدالت میں ہی قابل سماعت ہوگی۔ (ادارہ)

{نوٹ}
(مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں)

Printed by Owner Publisher Printer Editor Sayed Ashraf Husain Qadri at Inter Grafics printing Press 64 Neshvilla Road D Dun
.E-mail:sayed.ashraf@ redifmail.com and Published by him from 35/221 Lakhi Bagh D Dun Mob: 7055478786 9870876799